قوانینِ فطرت اور معجزات

علامہ اصغر علی روحی

کیا معجزات قوانینِ فطرت کی حد سے خارج ہیں؟

معجزاتِ قوانین فطرت کی حد سے خارج نہیں البتہ قوانین فطرت کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ انسانی قوی نہ تو اس کا حصر کر سکتے ہیں اور نہ حصر کرنا ممکن ہے۔ دلیل یہ ہے کہ قوانینِ فطرت صفاتِ باری تعالی کے آثار کا نام ہے اور صفات اس طرح لا متناہی ہیں جس طرح ذات کیونکہ اگر صفات کو ہم محدود اور متناہی تسلیم کریں تو غیر محدود ذات کا وصف متناہی سے موصوف کرنا لازم آتا ہے۔ اور یہ بالکل باطل ہے اس لئے قوانین فطرت لامحدود ہیں پس کوئی معجزہ قانون فطرت سے خارج نہیں ہوتا۔ البتہ ایسے قوانین فطرت جن پر معجزہ کا انحصار ہے سلسلہ مادیات کے قوانین سے بالاتر ہیں یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسے خرق عادات کی علت انسان کے دائرہ علم سے خارج ہے۔

کیا معجزہ انقلاب ماہیت پر مبنی ہے؟

یہ امر بالخصوص قابل غور ہے کہ حکماء انقلاب ماہیت کو محال مانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ لکڑی کی حقیقت کا اژدھا کی حقیقت میں منقلب ہو جانا ناممکن اور اس کے برخلاف یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اگر ایسا ہونا ممکن ہو تو انسان کو اشیاء پر اعتماد باقی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ابھی ہم ایک آدمی کو آدمی دیکھ رہے ہیں کہ وہ فی الفور آدمی سے گدھا بن گیا۔ اور صندوق میں زیورات رکھے ہیں اور وہ مٹی ہو گئے۔ تو یہ امر انتظام عالم میں خلل عظیم کا موجب ہے مع ہذا قرآن مجید میں لا تبدیل لخلق اللہ! آچکا ہے۔ پس انقلاب ماہیت ناممکن ہے اس کا جواب یہ ہے کہ معجزہ میں انقلاب ماہیت ان قوانین فطرت پر مبنی ہے جو قوائے روحانیہ نبوت سے مخصوص ہیں۔ اور وہ ایسے عام نہیں کہ روزمرہ ان کا وقوع ہو۔ اور موجب خلل انتظام ہوں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایسے قوانین فطرت کا عمل خاص شرائط کے ساتھ خاص زمانہ میں مخصوصہ اسباب کے پیدا ہونے پر جاری ہوتا ہے۔ وہی قوی خاص خاص واقعات کے پیدا ہونے پر اسباب ضروریہ کو جو بسا

☆ثق بنفسک، ولا تعتمد علی الناس، واعتبر انھم علیک لا لک، ولیس معک الا اللہ ولا تغتر باخوان الرخاء.☆

اوقات مخفی ہوتے ہیں وقوع میں لاتے ہیں۔ اگر ایسے ہی عام طور پر ان کا وقوع مان لیا جائے تو ان میں نہ تو خرق عادت کی کوئی بات موجود ہوگی نہ وہ حجت قرار پاسکتے ہیں۔ معلومات کا علل کا حصر ناممکن ہے اور نیز علت ومعلول میں ربط حقیقی کا پتہ لگانا اور اس امر کا مدعی ہونا کہ معلول اپنے علت سے کبھی کسی حال میں علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ قطعی اور یقینی امر نہیں۔ اگر یہ صحیح مان لیا جائے تو آج ہزاروں گذشتہ تحقیقات باطل قرار نہ پائیں بلکہ روزمرہ معلولات کے حل میں انسانی تجربہ ومشاہدہ کا مختلف ہونا ہمارے اس دعوی کی پوری پوری تائید کرتا ہے اس لئے ہم کبھی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ جس امر کو ہم خرق عادت دیکھ کر متعجب ہوتے ہیں اس کی واقعی کوئی علت نہیں۔ گو وہ علت سلسلہ اشیاء مادی کے قانون میں مندرج ہو۔ یا اشیائے غیر مادی کے سلسلہ قانون میں۔ ہاں اعتراض اس صورت میں مضبوط ہوسکتا ہے کہ ہم خرق عادت میں معلول کا بلاعلت وقوع میں آنا تسلیم کرلیں۔ مگر ہم ایسا نہیں مانتے ہمارا تو یہ دعوی ہے کہ خرق عادت ایک معلول ہے اور اس کی حقیقی علت مشیت الہیہ ہے جس سے اسباب خفیہ ایسے طور پر عمل کرتے ہیں کہ روزمرہ تجربہ ومشاہدہ کے سلسلہ میں ہم انہیں نہیں لاسکتے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسے امور کے لئے کوئی سلسلہ قانون نہیں زیادہ سے زیادہ مخالف یہ کہ سکتا ہے۔ کہ اس سلسلہ قانون کا اسے علم نہیں۔ سو نہ ہو۔ اس کے عدم علم سے اس سلسلہ کا بطلان لازم نہیں آتا۔ کیونکہ جہاں اور بھی ہزاروں امور کی علت انسان پر مخفی ہے ان میں خرق عادت کی علت بھی نامعلوم ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ اس علت کا علم خواص انسان کو حاصل ہوتا ہے اور ہر ایک شخص جو ایسے مقامات پر ترقی کرے حاصل کرسکتا ہے اور مخالف کا آیہ لاتبدیل لخلق الله سے تمسک کرنا اسے کچھ بھی مفید نہیں کیونکہ اس آیت کا حقیقتِ معجزہ سے کسی قسم کا تعلق نہیں۔ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیر ہرگز یہ قدرت نہیں رکھتا کہ فطرت اللہ کو بدل دے[۱]۔ تعجب ہے کہ مخالف نے کہاں سے یہ مطلب اخذ کرلیا کہ اللہ بھی اسے نہیں بدل سکتا فطرت اسی کا قانون ہے اس لئے وہ بحکم فعال لما یرید[۲] جب چاہے اپنے قانون کو بدل سکتا ہے اور اس امر کا مدعی ہونا کہ خدا ایسا نہیں چاہتا ہرگز قابل تسلیم نہیں کیونکہ یہ محض ایک دھوکا ہے جو مخالفین نے اپنی طرف سے بلا دلیل تراش لیا ہے۔ آیہ کل[۳] یوم ھو فی شان سے ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر حوادث وقوع میں آتے ہیں وہ سب کے سب اس کی قدرت عامہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور یہ آیہ[۴] و لا یحیطون

☆ احذر کلمۃ (سوف)، وتاخیر الاعمال، والتسویف باداء الواجب، فان ھذا اول الفشل والاخفاق. ☆

بشئی من علمہ بآواز بلند پکار رہی ہے کہ ہم مقدوراتِ ذاتِ باری کا جو اس کے دائرہ علم سے خارج نہیں ہیں کسی طرح بھی احاطہ نہیں کر سکتے۔ یہ کہنا کہ قدرتِ ذاتِ باری صرف انہیں قوانین کے اندر محدود ہے جن کو انسان ضعیف البیان نے بذریعہ تجربہ ومشاہدہ معلوم کیا ہے محض نادانی اور کم عقلی ہے۔ بھلا وہ خدا ہی کیا ہوا جو انسانی عقل کے تابع ہو کر چلنے لگا۔ ولو اتبع ۵۔ الحق اھواء ھم لفسدت السموات والارض ومن فیھن ۔حق یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کا دائرہ قوانین فطرت غیر محدود ہے اور یہی ہمارا ایمان ہے۔ اگر ہم منکرین کی تصدیق کر لیں تو ہم کسی صورت میں خداوند تعالیٰ کو کامل الصفات تسلیم نہیں کر سکتے۔ ابن خلدون لکھتے ہیں ان الوجود ۵۔ اوسع من ان یحاط بہ اولیستوفی ادراکہ بجملتہ روحانیاً اوجسمانیاً

منکرین کا خیال ہے کہ خدا نے اپنے تیئں قوانینِ فطرت کا پابند کیا ہے۔

یہ خیال کہ خدا نے اپنے تیئں قوانینِ فطرت کا پابند کر رکھا ہے عموماً نیچریوں کی تحریرات میں نظر آتا ہے اور یہ ایک ایسی غلطی ہے جو بہت سے مفاسد کی جڑ ہے نیاچرہ پر کب آسمان سے وحی نازل ہوئی تھی کہ خدا ان کے مجوزہ قانون فطرت کا پابند ہے یا کب خدائے ذوالجلال نے نیاچرہ سے مشورہ کیا تھا کہ لو ہم تمہارے قانون سے باہر نہیں چلیں گے؟ میں اس دعوی کے مدعی کے ساتھ مباہلہ کرنے پر تیار ہوں کہ یہ خیال محض ذات باری پر اتہام ہے اور ایک ایسا افترا ہے جس کی بنیاد پر خدائے قادرِ مطلق کی ذات ہر ایک عیب سے متصف تسلیم کرنا پڑتی ہے قانونِ فطرت جس کو نیاچرہ پیش کرتے ہیں ان کی اپنی محدود عقل جزئی کا نتیجہ ہے۔ اللہ جل شانہ کی ذات بَری ہے۔ کہ وہ ایسے ناچیز قانون فطرت کی پابند ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پابند ہو چکنے کے بعد عالم کائنات سے بالکل علیحدہ ہو کر معطل ہو بیٹھا ہے۔ اس پر سوال یہ عائد ہوتا ہے کہ ذات باری پر کون سی مجبوری عائد ہوئی تھی کہ وہ اس پابندی کو اپنی مشیت کے مطابق دور نہیں کر سکتا؟ اگر یہ مجبوری کسی خارجی امر سے عائد ہوئی ہے تو اس کا تسلیم کرنا باطل ہے کیونکہ کوئی چیز ذات باری پر مؤثر نہیں ہو سکتی بلکہ وہ خود تمام اشیاء ممکنات میں مؤثر ہے اور اگر یہ مجبوری اس کی اپنی ذات کی طرف سے ہے تو یہ بھی مسلم نہیں کیونکہ اس صورت میں صفات کا حدوث لازم آتا ہے حالانکہ صفات ذات باری قدیم ہیں۔ پس ہر دو صورت باطل ہیں اس لئے خداوند تعالیٰ کا اپنے تیئں نیاچرہ کے قانون مجوزہ

کا پابند کرنا بھی باطل قرار پایا۔ وللہ الحمد۔

منکرین آیہ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللہ تبدیلا سے بھی تمسک کیا کرتے ہیں

جوشخص معجزات سے تمسک کرتا ہے۔ میرے خیال میں وہ قرآن شریف کے حقیقی مقصود کے سمجھنے سے بالکل بے بہرہ ہے حاشا وکلا کہ اس آیت کو وقوع یا عدمِ وقوع معجزات سے کسی قسم کا تعلق ہو۔ اسی آیت میں خداوند کریم نے امم سابقہ کے عصیان پر عذاب بھیجنے کے قانون کو ذکر کیا ہے۔ چنانچہ یہ آیت جابجا ایسے ہی مواقع پر قرآن مجید میں آئی ہے مثلاً سورۂ احزاب میں اسی آیت کے ذیل میں صاحب تفسیر لکھتے ہیں هذا ٦۔ لیس بدعائکم بل هو سنةٌ جاریةٌ وعادةٌ مستمرةٌ تفعل بالمکذبین ولن تجد لسنة الله تبدیلا۔ اور اگر بالفرض اس آیت کو عام رکھا جائے تو پھر بھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم سنۃ اللہ کا حصر کیونکر کر سکتے ہو؟ ہم اس امر کو بھی سنۃ اللہ کہتے ہیں کہ خدا تصدیق انبیاء علیہم السلام کے لئے ان کے ہاتھوں پر خرق عادت ظاہر کیا کرتا ہے تم کسی دلیل سے اس کی نفی تو کرو۔

معجزات کی تقسیم حسی اور عقلی میں

چونکہ انسان کامل ہردو عالم یعنی عالم جسمانی اور عالم روحانی میں دیگر تمام بنی نوع سے ممتاز ہے اس لئے اس کے غیر معمولی کمالات کے آثار ہر دو صورت میں ظاہر ہوتے ہیں یعنی وہ بارادۂ الٰہی اشیاء محسوسہ میں تصرف کرتا ہے اور حقائق ومعارف الہیہ میں بھی۔ انسان کامل کا اعلیٰ سے اعلیٰ فرد نبی اللہ ہوتا ہے جس کے وجود کے ساتھ تمام زمینی وآسمانی کائنات وابستہ ہوتی ہے۔ اور تمام منازل کے طے کرنے کے بعد اسے کائنات مادی وغیر مادی کی بادشاہت کے تخت پر بٹھا دیا جاتا ہے تب وہ بحکم خدا تمام موجودات میں متصرف ہوتا ہے اس لئے اس کے کمالات مافوق العادۃ کا عالم محسوسات اور عالم معقولات ہردو میں ظہور ہوتا ہے اور انہیں مافوق العادۃ آثار کمالات کا نام معجزہ حسی اور معجزہ عقلی ہے معجزات حسی سے وہ امور خرق عادت مراد ہیں جن کا ادراک حواس خمسہ ظاہری سے تعلق رکھتا ہے۔ اور معجزات عقلی سے وہ مافوق العادۃ امور مراد ہیں جن کو انسان اپنے مسلمہ اصول علوم وفنون پر ہرگز نہیں ادراک کرسکتا مثلاً بعض امور غیبیہ کی خبر دینا امور مبدء ومعاد عالم کی حقیقت کو کھولنا وغیرہ وغیرہ۔

☆ لاتضیع عمرک فی التنقل بین التخصصات والوظائف والمهن، فان معنی هذا انک لم تنجح فی شیء۔ ☆

کیا صرف عقلی معجزات نبوت کے لئے کافی حجت نہیں؟

یہ سوال ہوسکتا ہے کہ معجزات کو عقلی اور حسی میں کیوں تقسیم کیا گیا؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ چونکہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت عام ہوتی ہے جس میں جاہل سے جاہل اور حکیم سے حکیم تک شامل ہوتے ہیں اور سب کے سامنے خدا کی وحی کو بطور اتمام حجت پیش کیا جاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس وحی کی تصدیق پر جو دلیل پیش کی جائے وہ بجائے خود ایسی ہو کہ ثبوت دعوے کی مستلزم ہو سکے ورنہ تعلیم وحی حجت نہیں ٹھہر سکتی مگر ہم اپنے ذاتی تجربہ سے اس امر کا یقین رکھتے ہیں کہ عوام الناس حقائق ومعارف کو بوجہ قصور فہم یا ضعف فطرت سمجھنے سے مطلقاً عاری ہوتے ہیں اس لئے عقلی معجزات ان کے لئے ہرگز حجت نہیں ہوسکتے بھلا ایک پہاڑی جاہل ناتعلیم یافتہ قرآن مجید کے معجزہ ہونے کو کیونکر تسلیم کرسکتا ہے کیونکہ وہ ہرگز اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکتا کہ قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت یا معارف وحقائق کس طرح انسانی طاقت سے بالاتر ہیں پس ایسے شخص کے لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا امر اس کے سامنے بطور حجت پیش کیا جائے جو اس کے حواس خمسہ کے مدرکات میں آسکے اور جس کو وہ اپنے روزمرہ قانون عادت کے رو سے طاقت انسانی سے بالاتر یقین کرلے ورنہ بدوں اس کے ایسے شخص کے لئے تصدیق وحی کی کوئی ممکنہ صورت نظر نہیں آتی۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام کے حالات میں ہمیں یہ تحقیق ہو چکا ہے کہ وحشی اور بدوی بلکہ بسا اوقات اچھے اچھے تعلیم یافتگان نے بھی انبیاء سے معجزات طلب کئے اور تعلیم وحی کی تصدیق کی چنانچہ احبار یہود نے بارہا حضور علیہ السلام سے معجزہ طلب کیا انہیں جواب ملا کہ تکذیب تمہارا شیوہ ہے تمہیں نشان نہیں ملیگا۔ برخلاف اس کے معجزات عقلی صرف ایسے لوگوں کے لئے ہوا کرتے ہیں جنہیں اپنے علوم وفنون پر بڑا گھمنڈ ہو اور وہ اس امر کے مدعی ہوں کہ انسانی عقل تحقیق حقائق کے لئے کافی ہوسکتی ہے اس لئے انہیں کسی غیر کے اتباع کی مطلقاً ضرورت نہیں چنانچہ ایسے لوگ اگر نہایت غور وخوض سے خالص انصاف کو بدنظر رکھ کر تعلیم وحی کی طرف رجوع کریں تو انہیں اس کے مان لینے میں کوئی عذر نہیں ہوسکتا۔ اس قسم کے واقعات کتب تاریخ میں سینکڑوں موجود ہیں کہ بڑے بڑے مخالفین نے بالآخر تعلیم وحی کو تسلیم کیا۔

تعجب ہے کہ جو لوگ منکر معجزہ ہیں بسا اوقات قرآن مجید کو معجزہ تسلیم کرتے سنے جاتے ہیں مگر سوال ان پر یہ

عائد ہوتا ہے کہ جب حقیقت معجزہ تمہارے ہاں مسلم نہیں تو تم قرآن مجید کو کیوں معجزہ تسلیم کرتے ہو؟ اگر اس سوال کے جواب میں یوں کہا جائے کہ ہم صرف عقلی معجزات کو تسلیم کرتے ہیں اور حسی کو نہیں مانتے تو یہ سوال عائد ہوگا کہ یہ خیال محض مکابرہ ہے کیونکہ جو شخص عقلی معجزات کو تسلیم کرتا ہے اس پر حسی معجزات کا تسلیم کر لینا بھی لازم آتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ کلی اپنے جزئیات پر یکساں صادق آیا کرتی ہے یہاں معجزہ کلی ہے اور حسی اور عقلی اس کی جزئیات ہیں اس لئے قاعدہ منطق کی رو سے حسی خرق عادات بھی معجزہ میں داخل ہیں۔

معجزات حسی کے لئے کن امور کا تسلیم کرنا ضروری ہے؟

معجزات حسی کے لئے مفصلہ ذیل امور کی تصدیق ضروری ہے (۱) ہر ایک فعل جو عالم کائنات میں وقوع پذیر ہوتا ہے اللہ جل شانہ کے ارادہ سے صادر ہوتا ہے اس لئے معجزہ کا ظہور بھی خداوند تعالی کے ارادہ پر مبنی ہے (۲) نبی خدا کا فرستادہ ہوتا ہے جس کی تصدیق کے لئے عموماً خدا کی طرف سے اسے کوئی کلی سا نشان دیا جاتا ہے جو انسانی طاقت کے دائرہ سے خارج ہوتا ہے (۳) ظہور معجزہ میں نبی کی ذات کو صرف اس قدر تعلق ہوتا ہے کہ وہ صدور فعل ذات باری کے لئے واسطہ بنتا ہے۔ ان ہر سہ امور پر غور کرنے سے مخالفین کا وہ اعتراض بھی جاتا رہا کہ خدا کسی آدمی کے لئے خواہ وہ کوئی ہو قانون فطرت کو نہیں بدل سکتا۔ کیونکہ وہ آدمی اسی کا فرستادہ ہوتا ہے اور قانون فطرت اس کا اپنا قانون ہے پس ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ واقعی خدا کسی آدمی کے لئے اپنا قانون نہیں بدلتا چنانچہ معجزہ اس کا اپنا فعل ہے جو بغرض تصدیق وحی اس کے ارادہ سے صادر ہوتا ہے قرآن مجید اس کی طرف یوں اشارہ کرتا ہے کہ وما کان لرسول ان یاتی بایة الاباذن الله

معجزات اقتراحیہ وغیر اقتراحیہ

معجزات کی دو قسمیں ہیں (۱) معجزات اقتراحیہ (۲) معجزات غیر اقتراحیہ۔

معجزات اقتراحیہ وہ خرق عادات امور ہیں جو کسی مخالف کی استدعا پر نبی اللہ کے ہاتھ پر جاری ہوں مثلاً کفار کا حضور علیہ السلام سے شق القمر کا مستدعی ہونا جس کی تصدیق میں قرآن مجید ناطق ہے۔ قال اللہ

☆ تا تریاق از عراق بیاورند...... مار گزیدہ مردہ باشد ☆

تعالیٰ اقتربت ۸؎ الساعة وانشق القمر ۔یا فرعون کا موسیٰ علیہ السلام سے نشان کا طالب ہونا اور آپ کا ید بیضا یعنی چمکتا ہوا ہاتھ گریبان سے نکال کر پیش کرنا جس کا ذکر بارہا قرآن مجید میں آچکا ہے اوراس قسم کے معجزات عموماً ان لوگوں کے لئے حجت ہوتے ہیں جو نبی اللہ سے ایسے نشانات کی استدعا کیا کرتے ہیں اس لئے بصورت انکار ان کے لئے اکثر موجب ہلاکت ہوجاتے ہیں چنانچہ اس امر کا اشارہ قرآن مجید میں بالفاظ ذیل کیا گیا ہے۔''وما نرسل بالایات الاتخویفا ،، ۔(ہم آیات یعنی معجزات اقتراحیہ کو بغرض تخویف (عذاب) صادر کیا کرتے ہیں تو ریت میں آیا ہے کہ خدا کا امتحان مت کرو۔اسی طرح انجیل میں مسیح علیہ السلام کا قول ہے کہ اس زمانہ کے شریر اور فاسق لوگ نشان مانگتے ہیں مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان نہیں دیئے جائینگے۔یعنی ان پر عذاب نازل ہوگا وجہ اس کی یہ ہے کہ نبی اللہ صرف اتمام حجت کے لئے امت کی طرف مامور ہوتا ہے تاکہ مختلف لوگوں کی فطرت کا امتحان کرے کہ کون قائلِ تعلیم وحی ہے اور کون نہیں مگر لوگ الٹا اس کا امتحان شروع کردیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ منشائے ذاتِ باری کو توڑتے ہیں اور حکمتِ تبلیغِ وحی کو نہیں سمجھتے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بار بار اس قسم کے نشانات سے جو محالات عادیہ ہیں کفار کو روکا گیا ہے۔اوران کو تعلیم وحی کی طرف بذریعہ نظر واستدلال توجہ دلائی گئی ہے چنانچہ سورۂ انعام میں اس کے متعلق یوں ارشاد ہوا ہے ''قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولااعلم الغیب ولااقول لکم انی ملک ان اتبع الامایوحی الی قل ھل یستوی الاعمی والبصیر افلا تتفکرون ،، ۹؎ ۔اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ معجزہ حقیقت نبوت میں داخل نہیں ۔ہاں لازم نبوت ہے کیونکہ حقیقتِ نبوت صرف شریعتِ الٰہی کی تبلیغ کا نام ہے جو بحکمِ خداوند تعالیٰ کسی شخص پر واجب ہو مثلاً عدد کے مفہوم میں یہ بات داخل نہیں کہ وہ جفت بھی ہے ہاں جفت ہونا اس کو لازم ہے اور اگر اس کی حقیقت میں داخل ہوتا تو اور کوئی عدد جفت نہ ہوتا۔یا یوں سمجھو کہ اگر کوئی شخص کسی منصب پر اپنے تقرر کا دعویٰ کرے تو وہ لوگوں کو بادشاہ کا حکمنامہ دکھلائیگا مگر یہ کبھی نہیں ہوگا کہ لوگ اسے یوں کہیں کہ ہم تمہارے حاکم مختار ہونے کو اس وقت تسلیم کرینگے کہ تم اپنے اختیاراتِ حاصلہ کو عمل میں لاؤ ورنہ نہیں۔ہر چند اس حاکم کو وہ اختیارات متعلقہ حاصل ہیں جو اس منصب سے لازم قرار دیئے گئے ہیں مگر وہ انہیں بروقتِ ضرورت اپنے اپنے موقع پر

استعمال کریگا نہ یہ کہ جب کوئی دوسرا کہے تو جھٹ عمل میں لائے۔اسی طرح معجزہ منصب نبوت سے لازم ہے۔اور بحکم خداوند تعالی نبی کے مقدورات میں ہے۔مگر نفس دعوی نبوت سے معجزہ کا دکھلانا لازم نہیں آتا۔یہی وجہ ہے کہ بعض مواقع پر کفار کی استدعا پر معجزہ دکھلایا گیا اور بعض مواقع پر یوں کیا گیا۔ **قل سبحان ربی ھل کنت الابشرا رسولا** ۱۰ ؎ اس موقع پر جہاں ملحدین نے یہ استدلال کیا ہے۔کہ یہ آیت عدم وقوع معجزہ پر دلالت کرتی ہے مگر بحمد الایزال کہ یہ خیال بالکل الحاد اور دجل ہے جس کی تائید کتاب اللہ اور سنت رسول سے ہرگز نہیں ہوسکتی۔ایسے شخص نے محض جہالت کی وجہ سے حقیقت الامر سے انکار کردیا ہے۔ورنہ اس آیت سے ہرگز نفی معجزات پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔کیونکہ اس میں صرف کفار کو اکھڑپن اور ہیکٹری سے ہٹا کر اصل مقصود میں غور کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ تمہارے مختلف قسم کے سوالات متعلقہ معجزہ حقیقت نبوت سے وہ تعلق نہیں رکھتے۔کہ تم اس کے انتظار میں حصول مقصود اور استفادہ سے ہٹے رہو۔بلکہ یہ تو ایک امر زائد ہے۔جو اللہ تبارک وتعالی کی مرضی سے نبی اللہ کے ہاتھ پر بغرض اظہار قدرت کاملہ ومزید اطمینان بطور اتمام حجت جاری ہوا کرتا ہے اس لئے تمہیں استدعا سے باز رہنا چاہئے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ استدلال کرنے والے نے لفظ بشر پر غور کیا ہے اور لفظ رسول سے اسے ذہول وغفلت ہوگئی ہے۔کیونکہ لفظ رسول میں معجزہ کو گو بطور جزو نبوت ہم فرض نہیں کرسکتے مگر لازم نبوت ضرور کہتے ہیں۔پھر کیونکر یہ مستدل اس آیت کو نفی معجزات میں پیش کرتا ہے۔اگر مستدل اس نکتہ سے آگاہ ہوتا تو جان لیتا کہ اس کا استدلال از قسم جمع بین المتضادین ہے۔کیونکر ادھر تو وہ کہتا ہے کہ یہ آیت نفی معجزات پر دال ہے۔اور ادھر لفظ رسول مستلزم حقیقت معجزہ ہے **فھذا خبط محض وجھل صرف**......پس جب تک مستدل یہ ثابت نہ کرے کہ معجزہ لازم نبوت نہیں تب تک اس آیت سے استدلال نہیں کرسکتا ورنہ ایک منطق پڑھا ہوا آدمی جانتا ہے کہ اس استدلال میں دور لازم آتا ہے کیونکہ نفی معجزات منحصر ہے اس آیت سے استدلال کرنے پر اور استدلال موقوف ہے نبوت سے لزوم معجزہ کے نفی کرنے پر اور یہی دور ہے جو باطل ہے۔

مذکورہ بالا تقریر سے ناظرین پر واضح ہوگیا ہوگا کہ معجزات اقتراحیہ جہال کی طرف سے بغرض امتحان نبی اللہ طلب کئے جاتے ہیں اور چونکہ اس قسم کا امتحان منافی حکمت ذات باری ہوتا ہے جو بعثت نبی میں ملحوظ

ہوتی ہے اس لئے انہیں زجر کی جاتی ہے۔ کہ ایسی استدعامت کرو۔ ورنہ بصورت وقوع تمہارے منکر ہوجانے سے قوم کی قوم ہلاک کرذی جائیگی۔ چنانچہ صالح علیہ السلام کا معجزہ ناقہ کہ باآنکہ خود کفار نے استدعا کی اور پھر انکار کردیا جس پر عذاب نازل ہوا۔ **فکذبوہ فعقروھا فدمدم علیھم ربھم بذنبھم فسوھا۔** ۱۱ھ۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات کفار کی استدعا پر معجزات اقتراحیہ کا وقوع خدا کی طرف سے نہیں ہوا۔ کیونکہ خدا علیم جانتا تھا۔ کہ یہ لوگ دیکھ کر بھی انکار کردینگے۔ اس لئے عذاب کا بھیجنا ضروری ہوجائیگا۔ مگر یہ رکاوٹ محض اللہ قدیر وحکیم کی عین مصلحت رحمۃ عامہ پر مبنی تھی۔ نہ اس امر پر کہ ان کی استدعا بمقابلہ قدرت ذات باری محال تھی۔ دیکھو قرآن مجید کس زور کے ساتھ امر کی تصدیق کرتا ہے ۔ **واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاء ت ھم آیۃ لیومنن بھا قل انما الایات عنداللہ ومایشعرکم انھا اذا جاء ت لایؤمنون** ۱۲ھ۔ اس آیت سے مفصلہ ذیل امور کا پتہ لگتا ہے (۱) کفار قسمیں کھاتے ہیں۔ کہ معجزہ دیکھنے پر ایمان لائینگے۔ (۲) معجزات صرف اللہ کے ارادہ پر مبنی ہیں۔ کیونکہ اصول توحید کی رو سے بدوں ارادہ الہی کوئی امر وقوع پذیر نہیں ہوسکتا (۳) خدا کو علم تھا۔ کہ وہ معجزہ دیکھنے پر بھی ایمان نہ لائینگے۔ اس لئے انہیں نشان نہیں دیا گیا (۴) بصورت ظہور معجزہ ان کے انکار کرنے پر عذاب نازل ہوتا۔ کیونکہ خدا کے ساتھ قسم اور پیمان کو مضبوط کر کے توڑنا موجب نزول عذاب الہی ہوتا ہے (۵) نشان کا نہ دیا جانا صرف اسی لئے ہے کہ یہ لوگ دیکھ کر بھی منکر رہیں گے۔ وگرنہ بمقابلہ قدرت ذات باری ایک معمولی بات ہے اور صرف اتنے میں طے ہوجاتی ہے کہ **انما امرنا اذا اردنا شیئاً ان نقول لہ کن فیکون** اس ضمن کی تائید سورہ بنی اسرائیل کی یہ آیت ہے ۱۳ھ **ومامنعنا ان نرسل بالایات الاان کذب بھا الاولون** (تنبیہ) واضح ہو کہ یہ آیت صرف معجزات اقتراحیہ کے متعلق ہے اسے معجزات غیر اقتراحیہ سے کوئی تعلق نہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی منکر اس کو عام معجزات کے متعلق قرار دے لے۔

منکرین پر منطقی طور پر اتمام حجت

خرق عادت کے منکرین پر ہم حسب ذیل الزام قائم کرسکتے ہیں۔ کہ آیا تم وقوع خرق عادت کا انکار کرتے ہو؟ کس بنا پر؟ اگر منکر یوں کہے کہ خرق عادت دائرہ قدرت ذات باری سے خارج ہو تو اس صورت میں وہ صریح کافر اور بلاریب مرتد ہے کیونکہ ایسے امر کا انکار کرنا جس کو عقل محض عادتاً بعید الوقوع سمجھتی ہوا یک

امر ممکن کی قدرتِ باری سے نفی کرنا ہے اور اگر وہ یوں کہے کہ میں خرقِ عادت کا امکان تو مانتا ہوں مگر اس کے وقوع کا قائل نہیں ہوسکتا۔ تو اسے کہنا چاہئے کہ جب امکان ثابت ہے اور روایات صحیحہ ثابتہ شاہد ہیں تو تمہارا انکار تمہیں کچھ مفید نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اگر یہ بات یعنی سلسلہ روایات خرقِ عادات صرف اسلام ہی سے مخصوص ہوتا۔ تو پھر بھی ایک بات تھی۔ مگر تمام دنیا کے مذاہب اس امر پر متفق ہیں کہ پیغمبروں اور مقدسوں کے ہاتھ پر خرقِ عادات جاری ہوئے۔ اور کسی خاص خرقِ عادت کا انکار کردینا موجب قدح نہیں کیونکہ یہ امر اس خرقِ عادت کی روایت کی اصلیت پر موقوف ہے مگر مطلق خرقِ عادت کا انکار سراسر ضد اور تعصب ہے۔ کیونکہ تمام کتبِ آسمانی جس امر کی تصدیق کرتی ہوں اس کے صحیح مان لینے میں صرف اس وجہ سے انکار کردینا کہ وہ امر عادتاً وقوع میں نہیں آیا کرتا ایک نہایت حماقت اور جہالت ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ خرقِ عادت کا مصدر یا منبع صرف نبی اللہ یا ولی اللہ کی ذات ہوسکتی ہے اور وہ حجت علی المنکر قائم کرنے کے موقع پر بارادۂ الٰہی ظاہر ہوا کرتا ہے۔ اگر ایسے ہی روزمرہ عادتاً وقوع میں آیا کرتا تو پھر کیا حجت ہوسکتا تھا۔ یا اگر غیر نبی یا غیر ولی کے ہاتھ پر بھی جاری ہوسکتا تو تب بھی کیونکر حجت سمجھا جاسکتا تھا۔ کیونکہ اگر کوئی نبی اپنے دعوی کی صداقت میں یوں کہے کہ میری دعا سے اس سال بارش ہوگی اور بارش ہو جائے تو اس کو کون آدمی خرقِ عادت سمجھے گا ہاں اگر نبی کسی برتن میں ہاتھ رکھ دے اور اس کی انگلیوں سے پانی جاری ہونے لگے جس سے حاضرین سیراب ہو جائیں تو بے شک یہ امر خرقِ عادت ہے اور لفظ خرقِ عادت ہی خود پتہ دے رہا ہے کہ وہ عادتاً واقع نہیں ہوسکتا۔ اور اگر وہ بطور معجزہ یا کرامت بھی واقع نہ ہوسکتا تو بجائے خرقِ عادت کے محال کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا۔ کیونکہ خرقِ عادت کے صرف یہی معنی ہیں کہ کوئی امر خلافِ طریق معبود وقوع میں آیا ہے۔ اور محال اس امر کو بولتے ہیں جس کے وقوع کو عقل کسی صورت میں بھی جائز نہیں رکھ سکتی جیسے کوئی کہ دے کہ دو اور دو پانچ ہوا کرتے ہیں۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ معجزہ یا کرامت کبھی کسی محال عقلی کے متعلق نہیں ہوا کرتے۔ مثلاً ایسا معجزہ یا کرامت کہ دو چار سے بڑا ہے بالکل بے معنے بات ہے کیونکہ یہ قانونِ الٰہی غیر متبدل ہے برخلاف انگلیوں سے پانی جاری ہونے کے۔ کیونکہ یہ قانونِ الٰہی متبدل میں داخل ہے اور جو شخص مادہ اور اس کی مخلوق ہونے اور قدرت وارادہ ذات باری کے متصرف ہونے کا یقین رکھتا ہے وہ جانتا ہے۔ کہ یہ ایک

ممکن الوقوع امر ہے۔مگر صرف بطور خرقِ عادت نہ بطور دوام ولزوم کیونکہ معترضین کے جس قدر اعتراضات عائد ہوتے ہیں وہ واقع ہونے کو ضروری خیال کر لیتے ہیں اسی ایک غلط فہمی پر مبنی ہیں۔یعنی کہ وہ لوگ ایسے امور کو بطور دوام ولزوم واقع ہونے کو ضروری خیال کر لیتے ہیں مگر یہ نہیں سمجھ سکتے کہ اس صورت میں تو وہ خرق عادات ہی نہیں ہوں گے۔

اس مضمون کی دوسرے لفظوں میں توضیح

مذکورہ بالا استدلال کی توضیح یوں بھی ہو سکتی ہے کہ خرقِ عادات کا عدمِ وقوع یا تو نفسِ قدرتِ ذاتِ باری کی رو سے تسلیم کیا جائے گا۔یا کسی خارجی امر کی رو سے۔مگر نفسِ قدرت کی رو سے اس کا وقوع محال نہیں بلکہ ممکن ہے اور اس امکان میں کسی شخص کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔اور اگر عدم وقوع کی علت کوئی امر خارجی ہے تو اس صورت میں ذات باری کا یا بقول بعض دیگر صفات باری کا معطل ہونا لازم آئیگا حالانکہ اس کا قائل کوئی فلسفی نہیں ہوا کیونکہ ذات یا صفات باری کسی علت سے کسی طور پر بھی معطل نہیں۔اس لئے وقوعِ خرقِ عادت نہ تو بانسبتہ نفس قدرت محال ہے اور نہ بانسبتہ امر خارجی۔پس جب ہر ایک صورت میں امکان ثابت ہے تو محض اس کی عدمِ رویت پر وقوع کا انکار کر دینا سراسر جہالت ہے۔الغرض قاضی ابن رشد اندلسی جس کی تبلیغ میں سید صاحب نے انکار معجزات کیا ہے کوئی دلیل خرق عادت کے محال ہونے پر قائم نہیں کر سکے مگر تعجب ہے کہ سید صاحب نے ایک قاضی اندلسی کے قول کو تو جھٹ معرض استدلال میں پیش کر دیا اور ہزار ہا ائمہ متکلمین کے استدلال امکان کو بالکل نظر انداز کر دیا اور لطف یہ ہے کہ سید صاحب نے اپنی تفسیر جلد اول میں صرف ان بودے اعتراضات پر بس کر دی ہے جو قاضی اندلسی نے قلمبند کئے ہیں اور مثبتین کے دلائل کا پورے طور سے رد نہیں کیا۔اور جہاں تک مجھے معلوم ہے سید صاحب کا ایک جملہ بھی ایسا نہیں جس سے خرق عادات کا عدم امکان ثابت ہوا اور وہ اعتراضات جن کی بنا پر قاضی اندلسی نے انکار کیا ہے سب کے سب اس امر پر مبنی ہیں کہ وقوع معجزات سے ثبوت نبوت نہیں ملتا۔کیونکہ ان کے خیال میں ان ہر دو امور میں بظاہر کوئی تعلق نہیں مگر قاضی صاحب اس امر کو مطلقاً نہیں سمجھ سکے کہ جس امر کو وہ انکار کی دلیل گردانتے ہیں وہی اثبات کی دلیل بن سکتا ہے کیونکہ نفس خرِقِ عادات اس امر کی کافی حجت ہے کہ وہ فوق العادت ہیں اور ان کا فوق العادۃ ہونا اس امر کے یقین کے لئے کافی ہے کہ

انسانی اصول معہودہ متعلقہ تجربہ ومشاہدہ سے خارج ہیں اس لئے وہ انسانی عمل کا یہ نتیجہ نہیں بلکہ براہ راست ذات کامل الصفات حضرت رب العزت کے ارادہ کا نتیجہ ہیں جو متصرف فی الکائنات ہے اور اسی لئے وہ حجت ہے۔..................(جاری ہے)

حواشی

ا۔ مجھے منکرین معجزہ پرسخت تعجب آتا ہے کہ وہ ایک عاجز مخلوق بادشاہ دنیا کے مقرر کردہ نائب سلطنت کے حق میں تو اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بحکم بادشاہ ملک میں شاہی اختیارات کو نافذ کرتا ہے مگر خدائے احکم الحاکمین کے فرستادہ کے حق میں ایسے اختیارات کی نفی کرتے ہیں اور اس کو اپنی ہی بساط پر بٹھانا چاہتے ہیں یہ بعینہ ایسی بات ہے کہ ایک بازاری آدمی یوں کہنے لگے کہ چونکہ میں زید مجرم کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا نہیں دے سکتا اس لئے کسی باختیار جج کو بھی یہ اختیار حاصل نہیں مولوی معنوی (پیر رومی) کفار کے حق میں لکھتے ہیں ہمسری با انبیا برداشتند انبیار ہمچو خود پنداشتند ۱۲ منہ

۲۔ خدا نے جو پیدائش موجودات بنائی ہے اس میں تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا۔ ۱۲ منہ

۳۔ خدا جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے بلا روک ٹوک کر گذرتا ہے۔ ۱۲ منہ

۴۔ ہر ایک دن وہ اپنی قدرت کی ایک نئی شان رکھتا ہے ۱۲ منہ

۵۔ ذات باری کے علم میں سے لوگ کچھ بھی نہیں جان سکتے۔ ۱۲ منہ

۶۔ اگر حق ان منکرین کی خواہشات کا تابع ہوجاتا تو انتظام عالم درہم برہم ہوجاتا۔ ۱۲ منہ

۷۔ سلسلہ کائنات اس امر سے بالاتر ہے کہ کوئی اس کا احاطہ کرسکے یا عالم روحانیات یا جسمانیات کو بتمامہا ادراک کرسکے۔ ۱۲ منہ

نوٹ: بعض مفسرین نے آیہ لاتبدیل لخلق اللہ میں نفی کو بمعنے نہی لیا ہے یعنی اللہ کی فطرت کومت بدلو اس صورت میں مخالف کا استدلال بالکل اڑ گیا۔ ۱۲ منہ

۸۔ یعنی اس عذاب کا نزول تمہاری دعا کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ عادۃ اللہ ہے جو انبیاء کے مخالفین کے ساتھ خدا کی طرف سے ہمیشہ جاری ہے اور یہ نہیں بدلے گی۔ ۱۲ منہ

۹۔ کوئی نبی بدون ارادہ الٰہی کوئی نشان نہیں لاسکتا۔ ۱۲ منہ

☆ ان مع العسر یسرا..........باہر سختی آسانی است ☆

۱۰۔بعض منکرین اس آیت میں یوں تاویل کرتے ہیں کہ انشق فعل ماضی ہے جو یہاں بمعنی استقبال مستعمل ہے کیونکہ جس امر مستقبل کا وقوع یقینی ہو اس کو بصیغہ ماضی تعبیر کر دیا کرتے ہیں۔سو واضح ہو کہ ان لوگوں نے ابلہ فریبی سے کام لے کر ایک قسم کی ڈھٹ بندی قائم کی ہے جو سراسر باطل اور مبنی بالحاد ہے کیونکہ جس قانون فطرت کے رو سے ان کے خیال میں شق القمر کا وقوع بزمانہ نبوت بطور معجزہ محال ہے اسی قانون فطرت کے رو سے زمانہ مستقبل میں بھی محال ہے پھر تاویل سے کچھ فائدہ؟ علاوہ ازیں آیت مابعد ''وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر وکذبوا واتبعوا اھواءھم وکل امر مستقر''۔(یہ کفار لوگ اگر کوئی نشان دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو بڑا مضبوط پائدار جادو ہے انہوں نے اس نشانِ عظیم کو جھٹلایا اور اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کی اور تمام امور اپنے اپنے موقع پر ہو کر رہتے ہیں) ان منکرین کے منہ توڑنے کے لئے حاضر کھڑی ہے۔ضد اور تعصب سے کوئی بات طے نہیں ہوتی۔کیونکہ آیت مذکورہ بالا صاف بتلا رہی ہے کہ کفار نے شق القمر کو دیکھ کر انکار کیا اور کہا کہ پہلے معجزات تو جو تھے سو تھے مگر یہ معجزہ واقعی ایک ایسا جادو ہے جس کی نظیر کہیں ممکن نہیں۔یہی وجہ ہے کہ کفار نے بغرض مزید اطمینان ملک شام سے آنے والے قافلہ کے لوگوں سے بھی شق القمر کی بابت سوال کیا جنہوں نے کہا کہ ہاں بے شک ہم نے ایسا مشاہدہ کیا ہے تب ان کی ضد اور بھی بڑھ گئی اور اس کو سحر مستمر کہنا شروع کیا جس پر مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی کہ ان لوگوں نے ایک نشان عظیم کی تکذیب کی ہے اور محض خواہش نفسانی کی پیروی میں ایسی ویسی باتیں منہ سے نکالتے ہیں۔اب منکرین پر یہ سوال عائد ہوتا ہے کہ اگر شق القمر زمانہ استقبال میں وقوع پذیر ہوگا تو کفار نے کس چیز کو جادو کہا اور کس امر کی تکذیب کی؟ کیونکہ جو امر بھی وقوع میں نہیں آیا اس کی نسبت تکذیب کی خبر دینا بالکل بے معنی بات ہے بلکہ جملہ ''وان یروا......... الخ بہ آواز بلند پکار رہا ہے کہ خداوند کریم نے کفار کی ایک قدیمہ عادت انکار کا ذکر کیا ہے کہ وہ ایسے ایسے نشانات باہرہ دیکھ کر ہمیشہ انکار کر دیا کرتے ہیں۔بات دراصل یہ ہے کہ کفار قیامت کے آنے اور سلسلہ کائنات کے درہم برہم ہونے کا انکار کرتے تھے اور محال سمجھتے تھے کہ یہ تمام اجرام زمینی اور فلکی کس طرح بالکل نیست ونابود ہو جائینگے؟ خداوند کریم نے انہیں بطور اتمام حجت حضور علیہ السلام کے ہاتھ شق القمر کا معجزہ دکھلایا جس میں قرب قیامت کی ایک زبردست دلیل مضمر تھی کہ جس طرح ایک کرہ عظیم یعنی قمر تمہاری آنکھوں کے سامنے

پھٹتا ہے اسی طرح زمین وآسمان کا سلسلہ بھی درہم برہم ہو جائیگا۔ چنانچہ تخریب سلسلہ زمین وآسمان کے متعلق قرآن شریف میں جابجا آیات موجود ہیں۔ گویا آیت مذکورہ بالا تصدیق قیامت کے لئے بطور حجت ہے یہی وجہ ہے کہ آیت کا آغاز جملہ ''اقتربت الساعۃ،، سے ہوا ہے۔ اگر انشق بمعنی مستقبل ہوتا تو گو ہم دیگر علامات قرب قیامت کی طرح اس کو وقوع قیامت کی ایک علامت قرار دے سکتے ہیں مگر اس صورت میں اسے معجزہ نہیں کہ سکتے حالانکہ کفار کی تکذیب اور اسے سحر کہنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بصورت معجزہ واقع ہو چکا۔ نیز کتب احادیث سے متواتر اس معجزہ کا ثبوت ملتا ہے اور وہ احادیث صحیحہ ہیں اور نہ صرف کتب احادیث اہل السنّت والجماعت میں یہ مذکور ہے بلکہ کتب شیعہ میں آئمہ معصومین اہل بیت سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور صاف لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام مشرکین کو وقوع قیامت کی تلقین فرما رہے تھے جس پر انہوں نے فساد آسمان وزمین کے متعلق آپ سے یہ نشان طلب کیا۔ صاحب تفسیر کبیر اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ ''والقرآن اول دلیل واقوی مثبت لہ وامکانہ لایشک فیہ وقداخبر عنہ الصادق فیجب اعتقاد وقوعہ وحدیث امتناع الخرق والالتیام حدیث اللئام،، یعنی قرآن شریف شق القمر کے بارہ میں ایک زبردست دلیل ہے جو اس کو ثابت کرتی ہے اور جس میں کسی قسم کا شک نہیں۔ اور مخبر صادق کی خبر ہے اس لئے اس پر اعتقاد واجب ہے اور یہ قول کہ اجرام سماوی کا پھٹنا اور پھر آپس میں مل جانا محال ہے سو یہ لئیموں جاہلوں کا خیال ہے الغرض شق القمر کا انکار بالکل ایک بدیہی بات کا انکار ہے جو مستلزم تکذیب قرآن ہے۔ ہم ایسے فلسفہ کو جو موجب انکار آیات اللہ ہو بمقابلہ نصوص قرآنیہ عین کفر والحاد سمجھتے ہیں۔ ۱۲ منہ

۱۱۔ اے پیغمبر! ان جاہلوں سے کہ دو کہ میں نہ تو تمہیں یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس مال و دولت کے خزانے ہیں اور میں نہ تو غیب جانتا ہوں اور نہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف خدا کی وحی کی پیروی کرتا ہوں۔ انہیں کہ دو کہ اندھا اور دیکھتا برابر نہیں کیا تم دلائل توحید الٰہی میں غور نہیں کرو گے؟۔ ۱۲ منہ

۱۲۔ اے پیغمبر کہدو کہ میرا خدا پاک ہے میں تو صرف ایک آدمی ہوں جو خدا کی طرف سے ایلچی ہو کر آیا ہوں۔ ۱۲ منہ

۱۳۔ کفار نے صالح علیہ السلام کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں خدا نے انہیں ان کے گناہ کے

بدلے عذاب نازل کر کے معاملہ یکساں کر دیا۔۱۲ منہ

۱۴۔اور وہ منکرین بڑے زور سے قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر انہیں کوئی نشان یعنی معجزہ ملا تو وہ ضرور ایمان لے آئینگے اے پیغمبر انہیں کہدو کہ نشان تو اللہ کے قبضہ قدرت میں (یعنی خدا ان کو ظاہر کرتا ہے) بھلا یہ تمہیں کیا معلوم ہے کہ یہ لوگ نشان دیکھنے پر بھی ایمان نہیں لائینگے؟ ۱۲ منہ

۱۵۔ہم کو معجزات بھیجنے سے بجز اس چیز کے کسی چیز نے نہیں روکا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کے معجزات کو دیکھ کر بھی لوگ انکار کرتے ہیں ۱۲ منہ

دینی مدارس کے درجہ عالمیہ سے
فراغت پانے والے طلبہ کی توجہ کے لئے

آپ نے درجہ عالمیہ کے امتحان کے لئے ایک تحقیقی مقالہ لکھا ہوگا، اگر وہ کسی فقہی معاملہ پر ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ وہ شائع ہو اور لوگ اس سے استفادہ کریں ،تو آپ اپنے مقالہ کی کاپی ہمیں ارسال فرمائیں ...... اگر مقالہ تحقیقی اعتبار سے معیاری ہوا تو ہم اسے شائع کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں ....اور اگر آپ ہمیں اس کی سی ڈی بھجوادیں تو آپ نے کمپوزنگ وغیرہ پر جو رقم صرف کی ہو وہ بھی ہم ادا کر دیں گے...... (مجلس ادارت مجلّہ فقہ اسلامی)